نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبارات میں خبریں آرہی ہیں کہ عنقریب حکومت ملائشیا کے زیر اہتمام بڑے پیمانے پر اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس ہورہی ہے جس میں پاکستان کے علاوہ اکثر مسلم ممالک کے مندوبین بھی شریک ہوں گے اس کانفرنس کے ایجنڈے پر بہت سی چیزوں کے علاوہ کئی ایسے امور بھی شامل ہیں جن نے راسخ العقیدہ مسلمانوں اور اسلام کی ابدیت پر یقین رکھنے والے اہل علم کو بجا طور پر چونکا دیا ہے —— عید الفطر، عید الاضحیٰ اور رمضان المبارک کی ابتدائی اور آخری تاریخوں کا تعین، زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی وصولی کا طریق کار اور مصارف کا تعین، سود اور بنکاری، تجارت اور کاروبار، عائلی قوانین، شادی اور طلاق، خاندانی منصوبہ بندی قانون وراثت اور وصیت، اسلامی نقطہ نظر سے بیت المقدس کا جائزہ اور کئی دیگر مذہبی موضوعات —— پاکستان کے وزیر خارجہ نے اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایجنڈے کے ان امور کے پیش نظر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس کانفرنس کے پس پشت کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ بھی ہے —— مگر ہمارے لئے ایجنڈے کے یہی موضوعات ہی تو استعمار و استشراق کے اسلام دشمن عزائم کی غمازی کر رہے ہیں۔ عالم اسلام کے ذلت و ادبار کے محرک بیشمار مسائل اور مغربی تہذیب کی پیداوار بیشمار قبائح، بے پردگی، مخلوط تعلیم، سینما، فحاشی، دینی اقدار سے بغاوت، اسلامی علوم سے گریز اور اس قسم کے لاتعداد قابل توجہ امور کو چھوڑ کر صرف انہی امور اور مسائل کو زیر بحث لانا جو عرصہ سے مستشرقین یورپ اور ان سے متاثرہ نام نہاد اسلامی سکالروں اور محققین نے ایک خاص نقطۂ نگاہ سے مشق تحقیق بنائے ہوئے ہیں۔ کیا یہ چیز اس امر کی نشاندہی نہیں کر رہی کہ ملائشیا کی اسلامی کانفرنس کی اسٹیج پر یہ تازہ ڈرامہ کسی خاص مقصد کا آئینہ دار ہے، اسلام ان تمام امور کی شرعی اور قطعی حیثیت کے بارہ میں واضح اور دو ٹوک فیصلہ کر چکا ہے۔ ان میں سے نہ تو عائلی اور معاشرتی قوانین قابل تبدل ہیں اور نہ زکوٰۃ کے مقادیر اور مصارف تغیر پذیر ہیں اور نہ نماز روزہ کو اپنی شرعی حیثیت سے گھٹایا یا بڑھایا جا سکتا ہے۔ نہ تو سود اور سودی بنکاری شریعت کی نگاہ

میں قابل برداشت ہو سکتی ہے اور نہ اسلام زکوٰۃ اور وراثت جیسے طے شدہ امور میں کسی کو کمی وبیشی کی اجازت دے سکتا ہے۔ بحث ہونی چاہیئے تو یہ کہ تجارت، معاشرت اور تمدن پر مسلط غیر اسلامی طریق کار سے گلو خلاصی کی صورت اور اس کا متبادل حل کیا ہے۔ اسلام کے قانونِ وراثت کی پوری رعایت اور نگہداشت کیسے کی جاسکتی ہے۔؟ نہ یہ کہ ہم عصری تقاضوں سے اسلام کو ہم آہنگ کرنے کے لئے ان مسلّمہ اصول اور مسائل پر ہاتھ صاف کرنے لگیں۔ مغربی اقوام اور ان کے اہل علم، علمی ادارے، فاونڈیشن، ریسرچ انسٹی ٹیوشن اور مستشرقین کی شکل میں ایک بہت بڑی مضبوط اور منظم طاقت ابتداء سے اس کوشش میں مصروف ہے کہ علمی تحقیق، نظریاتی غور وفکر اور تحقیق وریسرچ کے نام سے اسلامی اقدار اور دینی روح سے مسلمانوں کا رشتہ کسی طرح کاٹ دیا جائے۔ اس کا اندازہ یورپ کے اونچے پایہ کے مستشرقین گولڈ، تسہیر، اسمتھ، شاخت اور مارگولیتھ کی "تحقیقات" اور اسلام کے بارہ میں انکشافات" سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ان کے طرز فکر پر سوچنے والے ہمارے ہی ان لوگوں کے پروردہ تلامذہ کے اب تک کے کارنامے اس کے مزید شاہد عدل ہیں، ان لوگوں کو ہمارے ہاں کام کے آدمی اگر مل سکتے ہیں تو فضل الرحمان قسم کے لوگ اور قابلِ امداد معلوم ہوتے ہیں۔ "اسلامی تحقیقات" قسم کے ادارے جنہیں اسمبلی کی ایک رپورٹ کے مطابق لاکھوں روپیہ یورپ کے ایک فاؤنڈیشن نے علمی امداد کے طور پر دیا۔ یہ فاؤنڈیشن[1] امریکہ کے رسوائے زمانہ شعبہ جاسوسی سی آئی اے کے زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اسلامی ممالک میں تجدد اور لادینیت کی راہ ہموار کرنے اور وہاں کے مسلمانوں کے دینی تصلب کا اندازہ لگانے کیلئے مختلف وقفوں سے اس قسم کے کلوکیم اور کانفرنس منعقد کرائے جاتے ہیں جس کا ایک نمونہ ہمارے ہاں چند سال قبل لاہور کے اسلامی کلوکیم

---

[1] سنا ہے کہ ہمارے "دوست" ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب بھی اسی فاؤنڈیشن کے زیر سایہ کراچی کے ایک ذیلی ادارہ میں اس وقت مصروف کار ہیں، معلوم نہیں یہ بات کہاں تک صحیح ہے، سرکاری سطح پر تردید کے باوجود اب تک ماہنامہ "فکر ونظر" کی پرنٹ لائن پر ڈاکٹر صاحب کا نام بحیثیت ناشر دیکھ کر عام تاثر یہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا رابطہ اب تک ادارۂ تحقیقات سے قائم ہے۔ اسلامی مشاورتی کونسل ایک اہم ادارہ ہے ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ انہیں اس ادارہ سے الگ کر دیا گیا ہے مگر کیا اس ادارہ میں مشرقی پاکستان سے ابو الہاشم جیسے بددین اور ملحد شخص کو نامزد کر کے ڈاکٹر صاحب کی کمی نہیں پوری کی گئی۔

اور پچھلے سال راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی شکل میں سامنے آچکا ہے۔ ایسی کانفرنسوں کے غور و فکر کا محور صرف ایک ہی رخ ہوتا ہے، اگر کانفرنس کی عام فضا ان کے لادینی عزائم سے ہم آہنگ ہو جائے تو اس کے مباحثات اور مذاکرات کو خوب اچھالا جاتا ہے اور اگر دو چار متصلب، پختہ علم اور راسخ العقیدہ علماء حق کی وجہ سے منتظمین اپنی اغراض خبیثہ میں شکست کھا جائیں تو ایسی مجالس کے تمام زیر بحث امور اور فیصلوں کو پردۂ خفا اور گوشۂ گمنامی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس اس کی واضح مثال ہے جس کی اسٹیڈنگ کمیٹی کی اصل حقیقت اور اس کے اصل محرکات تو تب ظاہر ہوں گے جبکہ اس کے فیصلوں اور بحث و مباحثہ کے پس منظر میں اس میں شرکت کرنے والوں کی علمی اور دینی حیثیت سامنے آ جائے۔ ملائشیا کی موجودہ سیاسی حیثیت پھر پچھلے دنوں بعض اسلامی امور کے بارہ میں اسکی پارلیمنٹ اور عدالتوں کے غیر اسلامی انداز فکر اور عالمی پیمانہ پر زیر بحث مسائل پر یک ہی انداز میں غور و خوض کی بناء پر یہی خدشہ ہے کہ کہیں یہ کانفرنس بھی اسلام کو لادینی مغرب کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرانے کی ایک سعی نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ اس قسم کی ہر سعی بالآخر بے کار اور لاحاصل ہی ثابت ہوگی کہ اس قسم کی کانفرنسیں خواہ کتنی ہی "عظیم اور لامثال" کیوں نہ ہوں، اسلام کی ابدیت اور قطعیت پر ہرگز ہرگز اثر انداز نہیں ہو سکتیں، بلکہ اسلام کی حفاظت کے لئے خداوند کریم کی غیبی امداد کی بناء پر ایک گونہ اطمینان ہے کہ مصر کے مجمع البحوث اور راولپنڈی کی اسلامی کانفرنس کی طرح یہ کانفرنس بھی متجددین اور ملحدین کی شکست اور اسلام کی سچائی اور ابدیت کے اعلان کا ذریعہ بن جائے گی کہ جس ذات نے اسلام کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ہر دور میں "فتنہ اور شر" کے ایسے ہی مواقع سے "خیر" کا پہلو ظاہر کراتا چلا آیا ہے۔۔۔۔۔

حال ہی میں ہندوستان میں حضور نبی کریم فخر کائنات رحمت العالمین کی اعلیٰ و ارفع شان میں مشہور مؤرخ ٹوائن بی کی گستاخانہ حرکت پر مظاہرے ہوئے، بلاشبہ ناموس رسالت پر مر مٹنے والوں کا جان و مال سے بے نیاز ہو کر میدان میں کود پڑنا تقاضائے دین و ایمان ہے اور کوئی مسلمان ذلیل یورپ کی آئے دن کی ایسی کمینہ حرکات پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ٹوائن بی اسلام کے حق میں مغربی علماء میں سب سے زیادہ وسیع الظرف حقیقت پسند